سوال

(106) مسجد کے لئے وقف شدہ زمین کو فروخت کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید نے کچھ زمین کسی مدرسے کےلیے وقف کردی ،اب مہتمم مدرسہ چاہتا ہے کہ اس وقف شدہ زمین کو بیچ ڈالے ۔ زید واقف کہتا ہے کہ اگر بیچنی ہے تو میرے ہاتھ بیچ دو۔ پس کیا متولی ومہتمم مدرسہ کو جائز ہے کہ اس زمین موقوف کو فروخت کردے ؟ اگر فروخت کرنا جائز ہے تو کیا خود وقف کرنے والا اس زمین کو جسے وہ وقف کرچکا ہے خرید سکتا ہے ؟ (محمد مسلم از مالدہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شئ موقوف کا ہبہ کرنا یا بیچنا جائز نہیں ہے ۔ ’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ثَمْغٌ وَكَانَ نَخْلًا، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي اسْتَفَدْتُ مَالًا وَهُوَ عِنْدِي نَفِيسٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ، لاَ يُبَاعُ وَلاَ يُوهَبُ وَلاَ يُورَثُ، وَلَكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ،، (بخاري - کتاب الشروط باب الشروط فى الوقف 3/185 کتاب الوصايا باب وما للوصى أن يعمل فى مال اليتيم 3/194 ، ومسلم کتاب الوصية ، باب الوقف (1632) 3/1255 الوقف لايباع ، لايوهب ولايورث ،، عالمگیری (4 523).

صورت مسئولہ میں مہتمم مدرسہ ، مدرسہ پر وقف شدہ زمین کو فروخت نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر وہ وقفی زمین مدرسہ کے حق میں بغیر فروخت کیے ہوئے بیکار اور کسی طرح بغیر بیچے ہوئے مفید وکارآمد نہ ہوسکے تو فروخت کرنا جائز ہے ۔ لیکن اس صورت میں وقف کرنے والا اپنی وقف کردہ زمین خود نہیں خرید سکتا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ’’باب وقف الدواب والکراع ،، (3 17) کے ماتحت حدیث ذیل ذکر کی ہے ۔ ’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَعْطَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا رَجُلًا، فَأُخْبِرَ عُمَرُ أَنَّهُ قَدْ وَقَفَهَا يَبِيعُهَا، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْتَاعَهَا، فَقَالَ: «لاَ تَبْتَعْهَا، وَلاَ تَرْجِعَنَّ فِي صَدَقَتِكَ،، .

(محدث دہلی ج :8 ش :0، ذی الحجہ 1359ھ جنوری 1941ء)

وقف مذکور کے معاملے میں مولوی عبدالستار کا اقدام درست نہیں ہے ۔ وقف کے شرط کے مطابق عمل کرنا لازم ہے شرط الواقف کالنص واقف کی زندگی بھر حسب شرط نامزد متولیان کو اس موقوفہ زمین میں کسی کے تصرف کا حق نہیں ہے ،اس وقف پر مسجد ومدرسہ کی طرف سے متولیان کو قبضہ کرنے اور مزارعہ وغیرہ پر دینے کا حق واقف کی موت کے بعد ہی ہوسکتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ ہم سب کو علم وعمل کا پابند کرے ۔

(عبیداللہ رحمانی، 3 4 1969ء (مکتوب بنام مولانا ابوالخیر فاروقی پرتاپ گڑہی)

مدرسہ سے ملحق ومتصل موقوفہ زمین کا فروخت کرنا یا کسی کو ہبہ کرنا یعنی : قیمۃً یا مفت کسی کو دے دینا ہر گز جائز نہیں ہے ،ارشاد نبوی ہے : ''لایباع أصلها ، ولایبتاع ولایوہب ولایورث ،، (متفق علیہ) البتہ زمین پر رہائشی مکان بنا کر اسے کرایہ پر اٹھایا جاسکتا ہے ۔ اس کا کرایہ مدرسہ پر خرچ کرنا ہوگا ۔

کسی موقوفہ جائیداد کا فروخت کرنا اسی وقت جائز ہے جب کہ وہ مقصد وقف کے حق میں بالکل بے کار ہوگئی ہو، اور جس کے خراب اور ضائع وبرباد ہوجانے کا اندیشہ ہو۔ اس کے علاوہ کسی صورت وحالت میں اس کا فروخت کرنا درست نہیں ہے ۔

عبیداللہ رحمانی، 15 10 1398ھ 27 12 1969ء (مکتوب بنام مولانا ابوالخیر فاروقی پرتاپ گڑھی)

لنگر خانہ کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ وقف کی آمدنی سے غرباء ، فقراء ، مساکین اور یتامیٰ کو کھانا تقسیم کیا جائے ۔ اگر اس کا مطلب فقط اسی قدر ہے اور یہ ''لنگر خانہ ،، اس قسم کا نہیں ہے جیسا کہ مشہور مزاروں کے لنگر خانے ہیں یا گدی اور سجادہ نشینوں کی خانقاہوں کے لنگر خانے ہوتے ہیں تو واقف کی ہدایت کے خلاف کرنا درست نہیں ہے ۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں : ''إن مصرف الوقف یتبع فیہ شرط الواقف ،، (مغنی 8/236) اور اگر یہ لنگر خانہ بدعت اور بیہودہ رسم ورواج یا شرک کی تقویت واشاعت کا ذریعہ ہوتا ہے ، تو واقف کی تصریح کے برخلاف اس کی آمدنی سے خالص دینی مدرسہ کا اجراء کیا جاسکتا ہے اور طلبہ دین کی ضروریات پر اس کو خرچ کرسکتے ہیں ۔ ''أنَّ الْوَقْفَ لَا یَصِحُّ إلَّا عَلَی مَنْ یُعْرَفُ وَرَجُلٍ مُعَیَّنٍ ، أَوْ عَلَی بِرٍّ ، کَبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَالْقَنَاطِرِ ، وَکُتُبِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ ، وَالْمَقَابِرِ ، وَالسِّقَایَاتِ وَسَبِیلِ اللَّهِ ، وَلَا یَصْلُحُ عَلَی معصیۃ ،، الخ (مغنی 234/8).

(ب) کے ماتحت ذکر کردہ سوال کا مقصد بظاہر یہ ہے کہ جس وقف کے متولی (خواہ وقف کرنے والے ہوں یا ان کی اولاد واحفاء) موجود نہ رہیں تو اس وقف کی تولیت ونگرانی کا حق عام مسلمانوں کا ہے یا حکومت کا ؟

اگر یہی مقصد ہے تو وقف کی تولیت ونگرانی کا حق خواہ وہ مسجد وخانقاہ کےلیے ہو یا مدارس ومکاتیب کےلیے ، حکومت وقت کا ہے ۔ بشرطیکہ وہ حکومت اسلامی ہو ۔ ''وإن قلنا أن تلک الوقف للہ ، فالحکم ینوب فیہ ویصرفہ إلی مصارفہ ، لأنہ مال اللہ ، فکان النظر فیہ إلی حاکم المسلمین ، کالوقف علی المساکین ، وأما الوقف علی المساکین والمساجد ونحوها ، أو علی من لا یمکن حصرہم واستیعابہم ، فالنظر فیہ إلی الحاکم ،، (المغنی 237/8)۔

موقوفہ جائدادوں کے بارے میں موجودہ حکومت کی کیا پالیسی ہے اس کا مجھ کو پورا صحیح علم نہیں ہے ۔ غیر مسلم حکومت ہو تو تولیت ونگرانی کا حق دین دار امین مسلمان کی جماعت کا ہے ۔

عبیداللہ رحمانی 5 8 1378ھ، 14 2 1959ء (مکاتیب شیخ رحمانی بنام مولانا امین اثری ص :66 67)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ محمد وعلی آلہ وأصحابہ واحزابہ الی قیامتہ اما بعد :

(1) مقر کی ملکیت مقبوضہ باغیچہ سیدووالا وباغیچہ ووالا کا نصف اور اوس کے ساتھ اور شئی واقف نے وقف کیا ہو، یہ وقف صحیح ہے ۔ جس کا اجراء واقف کے زمانہ سے شروع ہوگا اور یہ وقف صحیح ہے ۔ جس کا اجراء واقف کے زمانہ سے شروع ہوگا اور یہ وقف علیحدہ جس ضابطہ سے لکھا گیا ہے ۔ وقول واقف کا شرعاً معتبر ہے ۔ اس کا ذکر وصیت نامہ میں موجود ہے ۔ مسجد ٹاہلی والی میں خرچ ہوگا۔

(2) وصیت نامہ جو تحریر ہے ثلث مال سے چھٹاں حصہ مسمی عبدالکریم کو دیا جائے گا، اوس کے بعد وارثان عبدالکریم کا ہے اور ثلث سے چھٹاں حصہ مسجد ٹاہلی والی اور مدرسہ اہل حدیث میں صرف ہوگا یہ بھی وقف کے حکم میں ہے اس نقص درست نہیں ، اور ثلث مال میں سے چار حصہ جو باقی رہا وقف کے حکم میں ہے ۔ وصیت کا اجزاء ضروری ہے ۔ : ''

فَمَن بَدَّلَهُ بَعدَما سَمِعَهُ فَإِنَّما إِثمُهُ عَلَى الَّذينَ يُبَدِّلونَهُ ،، الآية.

1۔ اس لیے کہ موصی نے وصیت کووقف کیا ہے۔

2۔ آمدنی فقراء مسلمین وذی حاجت مسلمین میں خرچ ہوگا، رشتہ دار وغیرہ اس میں کل شامل ہیں۔ اس لیے کہ یہ وصیت حکم میں وقف کے ہے۔

3۔ دین مہر زوجہ کا مل مال سے ادا کیا جائے گا اجراء وصیت کا، اس کے بعد ہے۔

4۔ اور جو مکان بیوی کے سکونت کے لیے دیا ہے، اوس مکان میں بیوی زندگی تک سکونت رکھے گی، اور س کے بعد ورثاء تقسیم شرعی کریں، اوسے مکان سے ہرگز اخراج جائز نہیں ۔آیت کو ہم، مذکورہ اس امر پر دلیل ہے۔

5۔ جائیداد موقوفہ کا متولی متدین متقی آدمی ہونا چاہئے۔ اگر قرابت میں سے ہیں ھ، وہ مقدم ہیں۔ اور اگر قرابت والوں میں سے وقف کے تلف کا خوف ہے تو غیر قرابت والے مسلمان متدین متقی متولی مقرر کئے جاویں۔

حضرت عمر جائداد وقف کی آپ کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما متولی رہے۔ صحیح بخاری میں ہے: ''وكان ابن عمر هو يلي صدقة عمر، ويدي الناس من اهل مكة كان ينزل اليهم ،،.

در مختار میں ہے: ''مادام يصلح للتولية من أقارب الواقف، لايجعل المتولى من الأجانب، لانه أشفق، ومن قصد نسبة الوقف اليهم ،، انتهى.

(6) جائیداد موقوفہ اور جو مثل وقف کے ہے اس کا نقص درست نہیں ہے۔ حضرت عمر نے اپنی زمین خیبر کی جو بہترین زمین تھی اس کو وقف کیا۔ ''قال النبى صلى الله عليه وسلم : ''تصدق باصله لايباع ولايوهب ولايورث، ولكن ينفق ثمره، فتصدق به،، رواه البخاري وزاد الدار قطني: مادامت السموات والأرض ،،.

جب تک آسمان زمین قائم ہیں وقف قائم رہے گا۔ در مختار میں ہے۔ ''فإذا تم ولزم يملك ولا يعاد ولا يرهن، فلا يجوز الطاله ولايورث عنه، وعليه الفتوى ،، كذا في العالمگيرية فقط والله أعلم وعلمه أتم.

حررہ احمد اللہ سلمہ غفرلہ از مدرسہ زبیدیہ نواب گنج دہلی مؤرخہ 5 ربیع الاول 1358ھ

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 202

محدث فتویٰ